مکالمہ بین المذاہب کے حوالے سے

تحفظِ عزت وآبرو کے بارے میں اسلام اور ہندومت کی تعلیمات کا جائزہ

گل قدیم جان

اسسٹنٹ پروفیسر ونیسم کالج ڈیرہ اسماعیل خان

اسلام (مختصر تعارف):

بین الاقوامی مذاہب میں مذہب اسلام کو اس لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے کہ سامی مذاہب میں یہ سب سے جدید مذہب تصور کیا جاتا ہے اور اپنے پیروکاروں کی تعداد کے لحاظ سے عیسائیت کے بعد دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے اس کے پیروکار دنیا کے تمام براعظموں میں پائے جاتے ہیں۔

عام طور پر یہ بات تسلیم کی جارہی ہے کہ اسلام کا آغاز حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے ہوا اور مذہب اسلام کے بانی حضرت محمد ﷺ ۵۷۱ عیسوی میں مکہ میں پیدا ہوئے چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کو نبوت ملی اور ۶۳ سال کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا اور یوں ۲۳ سال کے عرصے میں آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکامات نازل ہوئے وہ اسلامی تعلیمات کے اساس اور بنیاد ہیں۔ اور اپنی تعلیمات کی بنیاد پر مذہب اسلام کی عمارت قائم ہے۔ لیکن مذہب اسلام کے پیروکاروں کا دعویٰ ہے کہ اسلام دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے اور آدم علیہ السلام انسان اول وپیغمبر اول سے لیکر آخری رسول حضرت محمد ﷺ تک جتنے بھی سچے معلمین خدا کی طرف سے حق وصداقت کی اشاعت پر مامور ہوئے، سب کا مذہب اسلام ہی رہا ہے۔ اور الٰہی تعلیمات کا جو سلسلہ آدم

علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ حضرت محمد ﷺ پر تکمیل کو پہنچا ہے۔قرآن پاک کا اعلان ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً . (المائدہ:۳).

ترجمہ:...... "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا "۔

چونکہ اسلام اکمل و مکمل صورت میں حضرت محمد ﷺ کے ذریعے بنی نوع انسان تک پہنچا ہے اس لئے قدیم ترین مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام اس معنی میں الہامی مذاہب میں جدید ترین بھی ہے کہ اسکی تکمیل ساتویں صدی کے اوائل میں ہوئی۔

اسلام کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ ایک عالمگیر مذہب ہے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے راہ نجات ہے اس لئے اسکی تعلیمات میں انسانوں کی رہنمائی کیلئے مکمل ہدایات موجود ہیں۔اگر انسانیت امن،سلامتی وکامیابی کی طلب گار ہے،تو لامحالہ اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔اسلامی تعلیمات کے ان دعووٴں کے پیش نظر ہم حقوق انسانی کے بارے میں ان کی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں۔

تحفظ آبرو اور عزت کے بارے میں تعلیمات کا جائزہ:

عزت اور وقار کی زندگی بسر کرنا ہر انسان کا حق ہے اور ایک اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ انسان کے اس حق کا اس طرح انتظام کرے جس طرح وہ اسکی زندگی کا محافظ ہے اگر انسان سے یہ حق چھین لیا جائے تو گویا اس کو زندہ درگور کر دیا گیا کیونکہ ذلت کی زندگی سے باعزت موت بہتر ہے اس لئے کوئی انسان یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ دوسروں کی شہرت کو داغدار کرے اگر کوئی شخص کسی کے خلاف واقعی کوئی الزام لگائے تو اسکو پورا حق حاصل ہے کہ الزام تراشنے والے کے خلاف عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کرے قرآن پاک کی نظر میں انسان بہت محترم ہے اس لئے اسکی عزت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ (الاسراء: ۷۰)

ترجمہ:...... "اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے "۔

قرآن کریم نے تقریباً ان تمام افعال واقوال اور حرکات کی روک تھام کی ہے جن کی بناء پر کسی کی عزت وآبرو پر حرف لایا جا سکتا ہے انسان کی عزت پر سب سے بڑا ڈاکہ کسی پارسا عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگانا ہے اس لئے قران کریم اس شخص کو ملعون قرار دیتا ہے جو کسی پاک دامن پر جھوٹی تہمت لگائے۔ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (النور: ۲۳)

ترجمہ:...... ” جو لوگ پاک دامنوں، بے خبر، ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے “۔

صرف یہی نہیں کہ دنیا وآخرت میں ملعون قرار دیتا ہے بلکہ جھوٹے الزام تراشنے اور عزت وناموس پر حملہ آور ہونے والوں کیلئے قرآن پاک قانونی کاروائی کرنے کا حکم بھی دیتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَۃً اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور: ۴)

ترجمہ:...... ” اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسی دُرّے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور وہی لوگ نافرمان ہیں “۔

قرآنی آیت سے آسانی کے ساتھ یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم کی نظر میں انسان اس قدر محترم ہے کہ اگر کوئی بداخلاق شخص اسکی عفت وعصمت کی داغداری کی کوشش کرتا ہے تو اسلامی عدالت کی طرف سے اس پر تین دفعات قائم ہوں گے۔

۱۔ تہمت لگانے والے کے لئے اسی کوڑے۔

۲۔ اس کی گواہی آئندہ کیلئے غیر معتبر قرار دینا۔

۳۔ فاسق ہونے کا عیب لگنا۔

کسی پارسا مرد وعورت پر زنا کی تہمت جس طرح انسان کی عزت وآبرو کو داغدار کرنے کا ذریعہ ہے اس طرح اگر کوئی انسان خود

بدکاری وزنا کاری کا مرتکب ہوتا ہے تو بھی معاشرے میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا ہے۔اور اسکی عزت داغدار ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورتوں کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلِ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ (النور: ۳۰)

ترجمہ:...... " ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہ کو بھی محفوظ رکھیں " ۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (النور: ۳۱)

ترجمہ:...... " ایمان والیوں سے کہہ دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں " ۔

چونکہ تمسخر اور استہزاء، طعنہ زنی اور برے القاب سے پکارنا اور غیبت بھی دوسروں کی تحقیر کے اسباب ہیں اس لئے قرآن پاک نے اس کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات: ۱۱)

ترجمہ:...... " اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتیں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو " ۔

" وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا " (الحجرات: ۱۲)

ترجمہ:...... " اور نہ کسی کی غیبت کیا کرے " ۔

انسانوں کے درمیان باہمی گفتگو میں بھی اگر کوئی بدزبانی سے کام لیتا ہے تو دوسرے کی تحقیر لازمی طور پر ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے باہمی گفتگو میں بھی بدزبانی سے سختی سے منع کیا ہے البتہ یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو تو ظالم کے ظلم کو لوگوں کے سامنے بیان کرسکتا ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (النسآء: ۱۴۸)

ترجمہ:...... " اللہ کو کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا پسند نہیں مگر جس پر ظلم ہوا ہو "

نبی کریم ﷺ نے مختلف ارشادات میں تحفظ عزت وآبرو کے بارے میں واضح ہدایات دی ہیں۔اور لوگوں کی تذلیل وتوہین کرنے سے منع فرمایا ہے۔اس سلسلے میں چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور انکی عزت کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ جو شخص کسی کی عزت کے درپے ہوگا اللہ تعالیٰ اسکی عزت کے درپے ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ جس کی عزت کے درپے ہوگا تو وہ اسکو اس کے گھر میں رسوا کرے گا۔[۱]

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بے عزتی کو بدترین زیادتی قرار دیا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ ہے۔[۲]

مندرجہ بالا حقائق سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق وہ تمام امور ممنوع اور ناجائز ہیں: جنکی وجہ سے کسی انسان کی عزت وناموس داغدار ہوسکتی ہے۔انہی تعلیمات کا ہی اثر تھا کہ حضرت عمرؓ جب عاملوں کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کیلئے بھیجتے تھے تو رخصت کرتے وقت انہیں یہ ہدایت کرتے تھے کہ میں تمہیں جابر قاہر بنا کر نہیں بلکہ امام اور رہنما بنا کر بھیجتا ہوں۔خبردار! مسلمانوں کو مار پیٹ کر انہیں ذلیل وخوار نہ کرنا۔[۳]

اسلامی ریاست ان افراد کا خون رائیگاں قرار دیتی ہے جو دوسروں کی عزت وآبرو پر حملہ آور ہونے کی وجہ سے قتل ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک یہودی قتل کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے قاتل سے کہا کہ اپنی بے گناہی ثابت کرو ورنہ قصاص کیلئے تیار ہو جاؤ۔اس پر قاتل حضرت بکر بن شداخ نے کہا کہ فلاں شخص شریک جہاد ہوا اور مجھ کو گھر کا محافظ بنایا۔میں نے یہودی کو اس کے گھر میں یہ اشعار پڑھتے سنا:

واشعث عزه الاسلام منى خلوت بعرسه ليل التمام

ابيت على ترائبها ويمشى على قود الاعنه والعزم

ترجمہ:...... "ایک پراگندہ شخص جس کو اسلام نے مجھ سے غافل کر رکھا ہے اس کی بیوی کے ساتھ میں نے شب بھر خلوت میں بسر کی۔ میں اسکی بیوی کے سینے پر شب بسر کرتا ہوں اور وہ گھوڑے کی باگ کھینچے کھینچے پھر رہا ہے" -

چنانچہ حضرت عمرؓ نے قاتل کے اس جواب پر یہودی کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔[۴۲]

ہندومت (مختصر تعارف):

ہندومت دنیا کے قدیم اور بڑے مذاہب میں سے ایک ہے جس کے پیرو دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں۔ ہندوستان کی اسی (۸۰) فیصد آبادی ہندومت پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں نیپال۔ بنگلہ دیش انڈونیشیا، بالی اور پاکستان میں بھی اس مذہب کے ماننے والے بسے ہوئے ہیں فجی، ملیشیا۔ سنگاپور سری لنکا، ماریش، ویسٹ انڈیز اور چند افریقی ممالک میں ہندوؤں کی اچھی خاص تعداد زندگی کے ایام گزار رہی ہے۔ غالباً کم وبیش ۵۵ تا ۶۰ کروڑ افراد اس دھرم کے پیروکار ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ان کا دھرم ازلی اور ابدی ہے کائنات کے وجود میں آنے کے ساتھ ہی ویدوں کا نزول ہوا ہے جو اس مذہب کا مقدس لٹریچر ہے تاریخی شواہد کے مطابق محققین کے نزدیک اس مذہب کا آغاز ویدوں کے عہد سے ہوتا ہے اور ویدوں کا زمانہ تحریر ۱۵۰۰ قبل مسیح ہے۔ جب ہندوستان میں آریہ قوم پہلے پہل داخل ہوئی تو ان کے مذہبی تصورات نہایت سادہ تھے انہی تصورات وعقائد کو ویدوں میں مدون کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے بعد جو زمانہ آیا اس میں ایک مخصوص مذہبی طبقہ یعنی برہموں کی مذہبی سیادت قائم ہوگئی، اور انھوں نے اپنی سیادت کے جواز میں جو مذہبی کتابیں ترتیب دیں، انھیں برہمنا کہا جاتا ہے۔ برہمنا لٹریچر میں ویدی عقائد میں اس طرح ترمیم کی گئی ہے کہ اس سے برہموں کی پیشوائی کا تسلسل ثابت ہوتا ہے۔ ان کتابوں میں ہندومت کی تعلیمات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے پر یہ اثر ہوتا ہے کہ برہموں کو قدیم زمانے سے مذہبی پیشوائی کا درجہ حاصل ہے۔ ہندومت کے لٹریچر کے مطالعے سے ایک قاری کیلئے یہ نتیجہ اخذ کرنا انتہائی مشکل ہے کہ ہندومت کی اصلی تعلیمات کیا ہیں۔ کیونکہ ہندو مذہب صدیوں تک تاریخ اور وقت کے دھارے سے الگ رہا، جس کے سبب اسکی کوئی مرتب اور منظم تاریخ موجود نہیں ہے۔ اس لئے جدید دور کے آنے تک ہندومت کو ہندوستانی تاریخ کے حوالہ کے بغیر سمجھنا ہوگا۔ یا تو صدیوں اور قرنوں کے ارتقائی مراحل کے مشاہدے پر قناعت کرنا ہوگی، یا کسی بیرونی سہارے سے کام لینا ہوگا۔ اس حقیقت کا

اظہار پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی اپنی کتاب "The Discovery of India" میں کیا ہے کہ اہل چین، اہل یونان اور عربوں کے برعکس قدیم ہندوستان کے لوگ مؤرخ نہیں تھے۔ یہ ہماری بہت بڑی بدقسمتی ہے اور اسی نے یہ دشواری پیدا کردی ہے کہ ہم گزشتہ زمانہ کے واقعات یا تاریخ متعین کر سکیں۔ یہ واقعات کچھ اس طرح خلط ملط ہو گئے ہیں کہ ان سے عجیب وغریب شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں۔ ۵

مشہور فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاولی بان کی تحقیق کے مطابق ان ہزاروں جلدوں پر مشتمل کتابیں، جو ہندوؤں نے تصنیف وتحریر کی ہیں، ان میں ایک واقعہ کی صحت پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اس زمانہ میں کسی واقعے کو پیش کرنے کے لئے ہمیں بیرونی سہاروں سے کام لینا پڑتا ہے۔ ٦

تاہم اس حقیقت کو ماننا پڑتا ہے کہ ہندو مذہب کی بنیاد کوئی ایک خاص کتاب نہیں بلکہ تقریباً ۲ ہزار سال پر پھیلے ہوئے مذہبی لٹریچر کو مروجہ ہندوازم کا نام دیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لٹریچر اس عملی تگ وتاز یا جدوجہد کا ماحصل ہے، جو ہندوستان کے رہنے والوں نے مختلف اطراف وجوانب سے اس قدر طویل عرصہ میں جمع کیا۔ اس لئے لازماً اسے متضاد عناصر کا مجموعہ ہونا چاہئے۔ ہندوستان میں مختلف نسلوں اور مختلف تہذیبوں کے لوگ تاریخ کے آغاز ہی سے داخل ہوتے رہے اور ان میں باہم ربط وتعلق سے ہندو فکر ونظریے اور مذہبی تجربوں کی نہ صرف تشکیل میں مدد ملتی رہی، بلکہ اس میں ترمیم وتوسیع کا عمل بھی برابر جاری رہا۔ لیکن ترمیم وتوسیع کے باوجود جب ہم ہندو ازم کا مطالعہ حقوق انسانی کے حوالے سے کرتے ہیں، تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے ضابطہ حیات میں حقوق وفرائض کا واضح تصور موجود ہے، اور اسکی مختلف تعلیمات حقوق انسانی کے تصور کو اجاگر کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ذیل میں بعض حقوق انسانی کے بارے میں اس دھرم کی تعلیمات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

تحفظ عزت وآبرو کے بارے میں ہندومت کی تعلیمات کا جائزہ:

اگر ہندومت کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی تعلیمات میں تحفظ عزت وآبرو کے حق کا تصور موجود ہے۔ ان میں عزت کی زندگی بسر کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔ اور ان تمام افعال سے بچنے کی تدابیر اختیار کی گئیں ہیں جو انسان کی عزت وناموس کو خاک

میں ملا دینے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ چنانچہ زنا جو ایک ایسا قبیح فعل ہے جس کی وجہ سے نہ صرف فاعل ومفعول (مرد وعورت) کی عزت داغدار ہوتی ہے بلکہ مرد وعورت کے دونوں خاندانوں کے لئے عزت وناموس کا مسئلہ بھی بن جاتا ہے۔ اس لئے ہندومت کی تعلیمات میں زنا و ہتک عزت سنگین جرائم شمار کیے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے خلاف گواہی دینے والوں کیساتھ انتہائی نرمی برتنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ کوئی گواہی سے منکر نہ ہو جائے ستیارتھ پرکاش میں ہے کہ " زنا کاری، سخت کلامی، اور ضرر رسانی کے جرائم میں گواہوں سے نرمی برتی گئی ہے اور تلقین کی گئی ہے کہ ان جرائم میں گواہوں کی آزمائش نہ کرے " ۔ ۷

گستاولی بان نے لکھا ہے کہ ضرب شدید۔ چوری۔ زنا، ہتک عزت یا حملہ کے مقدمات میں گواہوں کے متعلق زیادہ چھان بین نہ کی جاتی تھی۔ ۸

زنا کاری، یعنی رنڈی بازی، اور غیر مرد کے ساتھ بدفعلی، مرد وعورت کے درمیان نفرت پیدا کرنے والے کام بتلائے گئے ہیں اور اس سے دونوں کی عزت برباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان افعال بد کو چھوڑنے کا سبق دیا گیا ہے اور تلقین کی گئی ہے کہ ان افعال بد کو چھوڑ کر عورت اپنے خاوند کے ساتھ اور خاوند اپنی عورت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ خوش رہیں۔ ۹

منو قوانین میں چھ عیب بتائے گئے ہیں جو ایک عورت کی عزت کو داغدار کرنے کے موجب بنتے ہیں اور وہ مرد کیلئے بھی باعث ذلت ہیں۔ اس لئے ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ منو شاستر کی رو سے نشہ آور مشروبات، برے آدمیوں کے ساتھ رسم وراہ، خاوند سے دوری، اکیلی عورت کا بے فائدہ پاکھنڈی وغیرہ کی درسن کے بہانے ادھر ادھر کھلے بندوں پھرتے رہنا۔ بیگانہ اور غیر لوگوں کے گھروں میں رہنا اور سونا، عورت کی تباہی کے اسباب ہیں۔ ۱۰

اسی طرح زنا، زنا بالجبر کسی عورت کی عزت وناموس پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے یہ ہندوؤں کے قانون میں ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اور اسکی سزا موت ہے یا داغ لگانا اور ملک بدر کرنا ہے۔ چنانچہ منو کے قوانین میں ہے کہ "جو شخص دوسروں کی بیویوں سے زنا کرے اسے بادشاہ اس طرح داغ لگائے جس سے لوگ عبرت حاصل کریں۔ اور پھر انہیں ملک بدر کر دے۔ کیونکہ زنا ہی سے ذاتوں میں ملاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اس سے وہ گناہ ظہور میں آتا ہے جو جڑ کو کاٹ دیتا ہے اور وہ ہر چیز کی بربادی کا باعث ہوتا ہے۔ اگر کوئی اعلیٰ

خاندان کی عورت اپنے شوہر سے دھوکہ کرے تو بادشاہ اُسے عام مقام پر کتوں سے نوچوا ڈالے۔اور جس مرد سے اس نے بدکاری کی ہے اسے سلگتے ہوئے لوہے کے بستر پر لٹایا جائے یہاں تک وہ جل کر خاک ہو جائے"۔۱۱ لیکن بعض روایات میں زنا کی سزائیں مالی جرمانے ہیں جو منوشاستر میں باب نمبر ۸ پر درج ہیں۔

سوامی دیانند نے لکھا ہے کہ جو راجہ غصہ سے ظہور میں آنے والے آٹھ عیبوں میں پھنستا ہے وہ جسم سے محروم ہو جاتا ہے اور جو راجہ لذات نفسانی سے پیدا ہونے والے دس عادات بد میں پھنستا ہے، وہ دولت اور نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ پھر جسم سے محروم کردینے والے افعال میں زنا بالجبر کسی کی عورت سے برا کام کرنا بھی بتایا ہے۔۱۲ منوشاستر میں ہے کہ عیب جوئی، جبر وتشدد، دغابازی، حسد، تہمت بازی، دشنام طرازی اور کسی عورت پر بے جا حملہ کرنا وہ آٹھ بدیاں ہیں جو غیض وغضب سے پیدا ہوتی ہیں۔۱۳

چونکہ ایک عورت کی بے راہ روی دو خاندانوں کی عزت وناموس کو خاک میں ملانے کا سبب بنتی ہے۔اس لئے عورت کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے مردوں کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے کہ وہ عورتوں کے طرز زندگی کی نگرانی کریں۔ منو کے قوانین کی رو سے عورتوں کے شب وروز اپنے خاندان کے مردوں کی زیر نگرانی گزارنے چاہیں۔ بچپن میں وہ اپنے والد، جوانی میں اپنے خاوند اور بڑھاپے میں اپنے بیٹوں کی زیر حفاظت رہے۔ عورت میں شر کے رجحان کی سختی سے نگرانی کرنی چاہئے۔اس لئے کہ نگرانی نہ کرنے کی صورت میں وہ دونوں خاندانوں کے لئے غم واندوہ کا سبب بنے گی۔۱۴

عورت کے ناموس کی حفاظت کی خاطر وفادار اور قابل بھروسہ ملازموں کی نگرانی بھی ناقابل اعتبار قرار دی گئی ہے۔ منو کے قوانین کی رو سے وفادار اور قابل بھروسہ ملازمین کی زیر نگرانی بھی (گھر تک محدود) عورتیں مناسب طور پر محفوظ نہیں ہیں۔ وہی عورتیں محفوظ ہیں جو اپنی حفاظت خود کرتی ہیں۔۱۵

نان ونفقہ کی تنگی کے باعث کبھی کبھار عورت برائی کی طرف مائل ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے اسکی عزت وآبرو داغدار ہو جاتی ہے۔اس لئے ہندو دھرم کی تعلیمات کے مطابق مرد کو اس وقت سفر پر جانے کی اجازت ہے کہ وہ بیوی کے نان ونفقہ کا مناسب انتظام کرے۔ تاکہ بیوی معاشی تنگدستی کی وجہ سے غلط طرز عمل پر مجبور نہ ہو جائے۔اور اگر خاوند مناسب انتظام کئے بغیر سفر پر چلا جائے تو بیوی

گزر اوقات کے لئے ایسا کام اختیار کر سکتی ہے جسکی وجہ سے اس کی عزت وآبرو داغدار نہ ہو۔ چنانچہ منو کے قوانین میں ہے کہ اگر کوئی شخص ملک سے باہر کاروبار کیلئے جاتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ بیوی کی ضروریات کا بندوبست کر کے جائے۔ کیونکہ کبھی کبھار نیک بیوی بھی نان ونفقہ کی تنگی کی وجہ سے برائی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اگر خاوند بیوی کی ضروریات کا انتظام کرنے کے بعد سفر پر روانہ ہوتا ہے تو بیوی خود کو روزمرہ معروفیات تک محدود رکھے۔ لیکن اگر وہ نان ونفقہ کا انتظام کئے بغیر چلا گیا تو بیوی گزارے کے لئے ایسا کام کرے جس پر حرف گیری نہ کی جا سکے۔[۱۶]

والدین اور اساتذہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اولاد اور شاگردوں کو دیگر امور کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان امور سے بھی بچنے کی تلقین کریں جو تحفظ عزت وآبرو کیخلاف ہیں ستیارتھ پرکاش میں ہے کہ چوری، زنا کاری، سستی غفلت، نشہ آور اشیاء، دروغ گوئی، ایذا رسانی، ظلم حسد، کینہ اور محبت میں بے اعتدالی وغیرہ جیسی خرابیوں کے چھوڑنے کی، والدین اور اتالیق اپنی اولاد اور شاگردوں کو ہدایت کرتے رہیں۔[۱۷]

اسی طرح ہندومت کی تعلیمات میں ان اخلاق رزیلہ کی مذمت کی گئی ہے جسکی وجہ سے دوسرے انسان کی عزت وآبرو کا حق مجروح ہوتا ہے۔ غیبت کرنے کو برے لوگوں کا شیوہ قرار دیا گیا ہے اور راجہ کے لئے دولت اور نیکی سے محرومی کے ذرائع میں شمار کیا گیا ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں ہے کہ "بدوں کا شیوہ ہے کہ سامنے تعریف کریں اور غیر حاضری میں عیبوں کو ظاہر کریں"[۱۸] اور کسی دوسرے شخص کی بیوی کیساتھ خلاف قانون مباشرت کرنا شدید جسمانی گناہ قرار دیا گیا ہے۔[۱۹]

مزید برآں اگر کوئی عورت نامناسب قسم کی اشارہ بازی کرتی ہے غیر مردوں کے ساتھ بے تکلف ہو جاتی ہے۔ ممانعت کے باوجود شراب پیتی ہے، اکیلی یا کسی غیر شخص کے ساتھ تماشا دیکھنے یا کسی سے ملنے جاتی ہے اور اس وقت گھر سے باہر نکلتی ہے جب اسکا شوہر سو رہا ہوتا ہے۔ تو اس پر جرمانہ لگایا جا سکتا ہے۔[۲۰]

اس کے برعکس ایسی عورتیں جو قابل اعتراض زندگی گزارنے سے پرہیز کریں اور باعزت طور پر گھروں میں زندگی گزاریں، انہیں ہندومت میں پوجا کے لائق اور دولت کی دیوی کے برابر مقام اور جنت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔ چنانچہ منو کے قوانین کی رو سے

''بیویاں جو گھروں میں باعث برکت بچے پیدا کرتی ہیں، پوجا کے لائق ہیں، کہ گھروں کو منور کرتی ہیں۔ دولت کی دیوی اور ایسی بیوی میں کچھ فرق نہیں ہے''۔۲۱

دوسری جگہ لکھا ہے کہ ''وہ عورت جو اپنے خیالات، الفاظ اور اعمال قابو میں رکھتی ہے اور اپنے خاوند کی تحقیر کا باعث نہیں بنتی (مرنے کے بعد) خاوند کے ساتھ (بہشت میں) رہتی ہے اور باعفت بیوی کہلاتی ہے''۔۲۲

بعض وہ افعال جو دوسروں کی بے عزتی کا سبب بنتے ہیں زندگی کے لئے تباہ کن قرار دیئے گئے ہیں منو قوانین کی رو سے ''کسی دوسرے شخص کی بیوی کے ساتھ مجرمانہ گفتگو سے زیادہ تباہ کن چیز کوئی اور نہیں ہے''۔۲۳

مزید برآں اگر کوئی درشت کلامی کرے تو درشت کلامی کرنے والے کی توہین کی بجائے صبر سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے۔۲۴

بادشاہ کو جن امور کے مقدمات، خصوصی طور پر نمٹانے کی تلقین کی گئی ہے، ان میں بدنام کرنے کا جھگڑا، کسی دوسرے کی بیوی یا خاوند سے جنسی تعلقات وغیرہ کے مقدمات شامل ہیں۔۲۵

دوسروں کی توہین کرنے والوں کے لئے مختلف جرمانے مقرر کر لئے ہیں منو کی قوانین کی رو سے اگر کوئی شخص بدطینی سے کسی دوشیزہ کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ باکرہ نہیں اور وہ اپنا عائد کردہ الزام ثابت نہ کر سکے تو الزام لگانے والو کو ایک سو پن جرمانہ کیا جائے گا۔ اگر برہمن۔ کھشتری یا ویش اپنے برابر والوں کی ہتک عزت کے مرتکب ہوتے ہیں تو انہیں بارہ پن جرمانہ ہوگا۔ نازیبا کلام کی صورت میں یہ جرمانہ دوگنا ہو جائے گا۔ حقیقت پر مبنی ہونے کے باوجود بھی کوئی کسی کو بہ انداز حقارت، لنگڑا یا ایسے ہی کسی اور نام سے پکارتا ہے، تو اسے کم ازکم کارشاپن کا جرمانہ ہوگا۔ پیدائشی طور پر کسی عضو سے محروم، جاہل اور عمر رسیدہ کی توہین نہ کرے۔ نہ ہی ان کی جو دولت یا حسن سے محروم یا کم ذات ہیں۔۲۶

امداد صابری نے لکھا ہے کہ کسی کو گالی دینا، ہندوؤں کے ہاں جرم تھا۔ کسی کے مارنے پر جرمانہ عائد ہوتا تھا۔ لیکن اگر ہڈی ٹوٹ جاتی تو جلاوطنی کی سزا تھی۔۲۷

رامائن میں رام اور سیتا کی جو کہانی بیان ہوئی ہے جس کے مطابق رام کی بیوی سیتا کو راون (جو لنکا کا راجہ یعنی بادشاہ تھا) نے اغوا کرلیا تھا اور رام نے روان کے ساتھ وہ تباہ کن جنگ لڑی جس کے نتیجے میں رام نے سیتا کو راون کی قید سے آزاد کرایا تھا اُسکا مقصد بھی رام کے بیان کے مطابق اپنی تذلیل کا بدلہ لینا تھا اور اپنی عزت و آبرو کا بھرم برقرار رکھنا تھا۔ کیونکہ راوٗن کے ہاتھوں اس کی بیوی کا اغوا اس کے لئے عزت و ناموس کا مسئلہ تھا۔ اور اپنی عزت کے بدلے دشمن کو سزا دینا کھشتری کے فرائض میں شامل تھا۔ سیتا کی آزادی کے بعد رام اس کو بطور بیوی رکھنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اتنی بڑی جنگ جو رامائن میں مذکور ہے صرف تحفظ عزت و آبرو کے لئے لڑی گئی تھی۔ رامائن میں آتا ہے کہ سیتا ڈولی سے اتر کر نظریں جھکائے رام کی جانب بڑھی اس نے کہا "آریہ پتر" اور سسکیوں نے اس کی آواز دبا دی۔ رام بولا، میں نے دشمن کو مار دیا۔ میں نے تمہیں واپس حاصل کرلیا۔ بطور کھشتر یہ میرا یہ فرض پورا ہو گیا۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ میں نے جنگ محض تمہاری محبت میں نہیں بلکہ کھشتر یہ دھرم پورا کرنے کیلئے لڑی ہے۔ تمہیں واپس حاصل کر کے مجھے کوئی خوشی نہیں۔ اب تم کیا کرنا چاہتی ہو تمہیں تنہا زندگی گزارنا ہو گی کیونکہ ہم اکھٹے نہیں رہ سکتے۔ تم ہمارے کسی بھی عزیز یا دوست کی زیر حفاظت رہ سکتی ہو۔ کوئی کھشتری ایسی بیوی کو کیسے قبول کر سکتا ہے جو کافی عرصہ تک کسی اور کے گھر میں رہی ہو۔ ۲۸

مہابھارت جنگ جو ایک مقدس لڑائی خیال کی جاتی ہے جو کوروؤں اور پانڈوؤں کے درمیان لڑی گئی تھی، چچازاد بھائیوں کی اس جنگ میں ہندومت کی تعلیمات کے مطابق پنڈو دھرم یعنی حق پر تھے اور کوروا دھرم یعنی ناحق پر تھے۔ اس جنگ کے محرکات میں حکومت کے حصول سے زیادہ کوروؤں کی جانب سے پانچ پانڈوؤں بھائیوں کی مشترکہ بیوی (دروپدی) کے ساتھ روا رکھے جانے والے ذلت آمیز سلوک کا بدلہ لینا بھی تھا۔ یدھشتر پانڈوؤں کے سربراہ نے اپنے چچا کے حکم سے اپنے چچازاد بھائی دریودھن سے جوا کھیلا تھا۔ اور ہندو دھرم کے مطابق اس جوے میں دریودھن نے یدھشتر کو ادھرم (ناحق) طریقے سے ہرایا تھا۔ یہاں تک کہ پہلے اپنے بھائیوں اور پھر اپنی بیوی دروپدی کو بھی آخر میں ہارا تھا۔ جب دریودھن نے دروپدی کو حکم دیا کہ ایک کنیز کی حیثیت سے میرا حکم ماننے کے لئے تیار ہو جائے تو انہوں نے انکار کر کے موقف اختیار کیا کہ چونکہ یدھشتر نے پہلے اپنے آپ کو ہارا تھا اس لئے مجھے داؤ پر لگانے کا اسے اختیار نہیں تھا۔ لہذا قانونی طور پر میں آپ کی لونڈی نہیں بن سکتی اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تو دساسن نے لپک کر اسے بالوں سے

پکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے ہال کی طرف لے جانے لگا۔ وساسن کے بُری طرح گھسیٹنے کی وجہ سے اسکی زلفیں اور ساڑی بے ترتیب ہوگئی اور دروپدی قابل رحم حالت میں بھرے مجمع کے بیچ کھڑی کر دی گئی۔ کرن۔ وساسن اور سکونی اور دریودھن کے دوسرے ساتھیوں نے دروپدی کے احتجاج اور فریاد پر ہنسا اور ان کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ یدھشٹر اور ان کے باقی بھائیوں کے شاہی ملبوسات اتار دیئے گئے اور دریودھن نے درویدی کی طرف دیکھتے ہوئے حکم دیا۔ کہ اس کے بھی کپڑے اتار دو، وساسن نے دروپدی کی ساڑی کو جھٹکا دیا اور اسے اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا وہ چلائی اور بے کسی کے عالم میں کہا اور ایشور! اب تیرے سوا کوئی میرا مددگار نہیں ہے۔ دروپدی کے ساتھ اس توہین آمیز سلوک پر۔ بھیم یدھشٹر کا بھائی نے بلند آواز سے قسم کھائی کہ کسی روز جنگ میں میں اس خبیث کا سینہ چاک کر کے اس کا خون نہ پیوں تو۔۔۔۔ تھوڑی دیر کے بعد کوروؤں نے دوبارہ اپنے شکار کو تضحیک کا نشانہ بنانا شروع کر دیا، اور دریودھن نے اپنی ران کو برھنہ کرتے ہوئے دروپدی کو اپنی گود میں آنے کا اشارہ کیا یہ دیکھ کر بھیم غصے سے باؤلا ہو گیا اور اس نے قسم کھائی "میں اس ران کو ایک دن مٹی میں نہ ملا دوں تو۔۔۔۔! جب پانڈو شرط کے مطابق جلاوطنی کی زندگی گزارنے کیلئے روانہ ہوئے تو دریودھن اور انکے ہمنواؤں نے انکا تمسخر اڑایا۔ جسپر ارجن۔ نکول اور سہدیو نے بھی بدلہ لینے کی قسمیں کھائیں اور جب کرشن نے یدھشٹر کو مدد کرنے کی پیشکش کو تو درویدی نے کرشن کے سامنے اپنے پانچ خاوندوں کی یوں شکایت کی کہ میرے پانچ خاوند۔ دنیا کے مانے ہوئے جنگجو، اس وقت بے بسی سے دیکھتے رہے۔ جب مجھے گھسیٹا جا رہا تھا۔ میری توہین کی جا رہی تھی۔ اور میرے لباس کو کھینچا جا رہا تھا۔ وساسن نے مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور جب میں نے بچاؤ کیلئے اپنے ہاتھ سر کی طرف بڑھائے تو اُس نے میرے بدن پر لپٹے اکلوتے کپڑے کو جھٹکا دیا۔ دنیا میں کسی عورت کے ساتھ اس قدر شرمناک سلوک نہیں ہوا ہوگا۔ کرن۔ وساسن اور دوسرے لوگ میرا مذاق اڑاتے رہے۔ ۲۹

کوروؤں سے اس ذلت آمیز سلوک کا بدلہ لینے کے لئے مہابھارت کی مشہور اور تباہ کن لڑائی لڑی گئی تھی۔ جس میں خود بھگوان کرشن کی روپ میں پانڈوؤں کی مدد کر رہا تھا۔

چونکہ ہندومت کی تعلیمات کی رو سے مہابھارت اور رام کی سیتا کے حصول کے لئے روان سے لڑائی مقدس مذہبی لڑائی ہے اس لئے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہندو دھرم میں عزت و آبرو کے تحفظ کیلئے جنگ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مذہبی فریضہ ہے۔ تاہم فتح

کے حصول کے بعد مغلوب لوگوں کی عزت وناموس کا پاس رکھنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ منو کے قوانین کے مطابق اگر دوران جنگ عورتیں گرفتار ہو جائیں تو ان کی پرورش کریں انکو اپنی بہو بیٹی کے برابر سمجھیں۔ کبھی شہوت کی نظر سے نہ دیکھیں جب اچھی طرح تسلط جم جائے۔۔ تو ان کو باعزت طور پر رہا کر کے انکے گھر یا وطن پہنچا دیں۔ جنگ میں مغلوب لوگوں کو دل پسند چیزوں کا دینا بہت ہی افضل ہے ان کو کبھی نہ چڑائیں اور نہ ہنسی اور ٹھٹھا کریں۔ اور نہ ہی انکے سامنے ایسا کہے کہ تم کو مغلوب کیا ہے بلکہ یوں کہیے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ اس قسم کی تعظیم وتکریم ہمیشہ کرے۔ ۳۰

ہندومت میں تحفظ عزت وآبرو کے بارے میں ان تعلیمات کے ہوتے ہوئے ہمیں بعض ایسی مذہبی رسومات بھی نظر آتی ہیں جو فطرت سلیم کے خلاف ہیں۔ اور دوسری طرف وہ تمام تعلیمات جو بدکاری، زناکاری کی قباحت میں بیان ہوئی ہیں اور ہر ایک کو قبیح عمل قرار دیا ہے اور مرد وعورت کی عزت داغدار کرنے کا سبب بتایا گیا ہے۔ وہ تمام تعلیمات بے معنی نظر آتی ہیں کیونکہ ان رسوم میں زناکاری، بدکاری مذہباً جائز قرار دی گئی ہے۔ عبدالمجید سالک لکھتا ہے کہ ہندوؤں میں ایک موقع ’’بھرویں چکر‘‘ کی مذہبی رسم پر شراب چوری اور زناکاری مذہباً فرض قرار دی گئی تھی اس موقع پر مرد اور عورتیں ایک مقام پر جمع ہوتے تھے مرد ایک ایک عورت کو بالکل برہنہ کر کے پوجا کرتے اور عورتیں کسی مرد کو ننگا کر کے پوجتیں۔ اس موقع پر خوب شراب پی جاتی اور بدمست ہو کر مرد جس عورت کیساتھ چاہتا بدفعلی کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ ماں، بہن کی تمیز نہ کی جاتی تھی۔ اس مذہبی تقریب کے علاوہ بھی ایک اور خاص فقرہ یعنی ’’سماگم‘‘ مقرر تھا جس کو پڑھ کر ہر مرد وعورت آپس میں بدکاری کر سکتے تھے اور ایسی بدکاری میں کسی رشتے کے لحاظ کی ضرورت باقی نہ رہتی تھی۔ مزید برآں زناکاری کا ایک اور نام ’’نیوگ‘‘ رکھ کر ہر ضرورت مند عورت کیلئے گیارہ مردوں تک مباشرت کرنے کی اجازت دی گئی تھی اسی طرح بدمعاش خاوند کی بیوی کو بدمعاشی کی اجازت تھی۔ ۳۱

ہندوؤں میں ایک عورت کو بیک وقت کئی شوہروں کے ساتھ نکاح کرنا بھی شرعاً جائز قرار دیا گیا ہے۔ مہابھارت میں پانڈوؤں بھائیوں کی مشترکہ بیوی دروپدی کا قصہ تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے لئے ویاس رشی (مذہبی رہنما) نے کس طرح شرعاً جواز پیش کیا تھا۔ حالانکہ شادی سے پہلے دروپدی کا باپ اور دروپدی خود بھی اس قسم کی شادی شیطانی فعل قرار دے رہے تھے۔ جب پانڈوؤں

میں سے سب سے بڑے بھائی یدھشٹر نے سادگی اور آہستگی سے کہا کہ دروپدی کی شادی ہم سب (پانچ بھائیوں) سے ہوگی اس لئے کہ ہم نے آج تک ہر چیز آپس میں بانٹی ہے اور ہم اس اصول کو توڑنا نہیں چاہتے۔ دروپدی کا باپ جو بادشاہ تھا یہ سن کر سکتے میں آ گیا۔ جب اس کے اوسان بحال ہوئے تو وہ چیخا اور کہا کہ آدمی کی کئی بیویاں ہو سکتی ہیں لیکن یہ کبھی نہیں سنا کہ ایک عورت کے کئی شوہر ہوں نہ ہی عملاً یہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہی اس کے متعلق کہیں لکھا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کی کوئی تائید نہیں کریگا۔ تمھارے جیسے کھرے آدمی سے اس بات کی امید نہ تھی جو علم میں بھی بڑی دستگاہ رکھتا ہے کہ کس شیطانی طاقت کے زیر اثر تم نے یہ سب کچھ کہا ہے۔ یدھشٹر نے کہا کہ سیدھا راستہ بہت مشکل اور پیچیدہ ہے میں جانتا ہوں کہ میں اس سے انحراف نہیں کر رہا۔ اے بادشاہ اس بارے میں شکوک وشبہات کو دل میں جگہ نہ دو۔ اور ہم سب کو دروپدی سے شادی کرنے کی اجازت دو۔ اس لمحے مذہبی رہنما رشی ویاس آ گیا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ ہماری رہنمائی کرو۔ کہ کیا ایک عورت پانچ آدمیوں سے شادی کرسکتی ہے؟ تو ویاسؔ نے شرعی جواز کے بارے میں ایک لمبی چوڑی کہانی سنائی اور دروپدی کی پانچ شوہروں کے ساتھ شادی کو مذہباً جائز قرار دیا گیا۔۳۲

نسل بڑھانے کی خاطر اپنے شوہر کی نسل سے تعلق رکھنے والے کسی مرد کے ساتھ جنسی ملاپ کرنے والی عورت بے گناہ تصور ہوتی ہے۔۳۳

عبدالمجید سالک نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک سادھو نے ایک پانڈو کو سراپ دیا تھا جسکی وجہ سے وہ اپنی بیویوں سے متمتع ہونے کے قابل نہ رہا ان کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس نے ویاس کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ ان کی خاطر اس کی بیویوں سے جماع کر کے اولاد پیدا کر دے۔۳۴

اس کا مطلب یہ ہے کہ حصول اولاد کے لئے بیوی کسی اور مرد سے جنسی اختلاط کرسکتی ہے۔ مہابھارت میں تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ موجود ہے کہ ستیاوتی بادشاہ سنتانو کی بیوی تھی۔ جب اسکا بیٹا وچتر ویریاؔ اس دنیا سے بے اولاد رخصت ہو گیا اور ان کی دو بیویاں امبیکا اور امبالیکا بیوہ ہو گئیں تو ستیاوتی نے پہلے اپنے سوتیلے بیٹے بھیشم کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ براہ کرم ان لڑکیوں کو بانجھ پن کی زندگی سے بچا لو اور ہماری نسل آگے بڑھنی چاہیے۔ لیکن جب بھیشم نے اپنے ایک وعدہ کی وجہ سے انکار کیا، تو ویاسؔ کو اس بات پر رضا

مند کیا کہ وہ انکی بہوؤں سے مجامعت کر کے اس کے خاندان کو آگے چلنے دیں۔ چنانچہ ویاس نے امبیکا امبالیکا اور امبالیکا کے خادمہ کے ساتھ باری باری مجامعت کی۔ جس کے نتیجے میں تینوں کے بیٹے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک پانڈو جو ہستناپور کا بادشاہ بنا ان کی دو بیویاں تھیں لیکن پانڈو ایک بدعا کی وجہ سے اپنی بیویوں کے ساتھ ہم بستری کے قابل نہ رہا جسکی وجہ سے اسکی بیوی کنتھی نے دیوتاؤں کے ذریعے پانڈوؤں بھائیوں کو جنم دیا۔ ۳۵

خلاصۃ البحث:

اسلام اور ہندومت کی تعلیمات کے جائزہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ دونوں مذاہب کی تعلیمات میں تحفظ عزت و آبرو کے بارے میں ٹھوس بنیادیں موجود ہیں لیکن ہندومت میں جو بعض نظائر تحفظ عزت و آبرو کے خلاف موجود ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہوس پرست برہموں نے ہندومت کی اصلی تعلیمات میں اپنی طرف سے کچھ ایسی تعلیمات شامل کردی ہیں جس کی وجہ سے تحفظ عزت و آبرو کے بارے میں تعلیمات کو غیر مؤثر کردیا گیا ہے یا کم از کم مشکوک قرار دیا ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیمات میں اس قسم کی کسی تحریف یا تبدیلی کے آثار نہیں ہیں اور اس لحاظ سے تا قیامت انسانوں کی عزت و ناموس کا محافظ اسلام ہی ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیمات کی محفوظیت کا بندوبست خود اپنے ذمے لیا ہے۔

المراجع والمصادر:

۱)...... امام ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی ذی الوجہین۔

۲)...... ایضاً۔

۳)...... (قاضی) ابو یوسف، کتاب الخراج، ترجمہ محمد نجات اللہ صدیقی، چراغ راہ کراچی، ۱۹۶۶ء، ص ۳۶۷۔

۴)...... (الف)...... ابن اثیر محمد بن الکریم، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۷۷ء، ۱ : ۲۰۴۔

(ب)...... عبدالسلام، اسوۂ صحابہ، گرویدمعارف اعظم گڑھ۔۱۹۵۵ء، ۲ : ۱۰۳،۱۰۴۔

۵)...... (ا)...... (v) (i) Pandit Jawahar Lal nehru, Discovery of india Delhi, 1974-P77

(ب)...... بیگ ظفر اللہ ڈاکٹر، ہندو مذہب قبل از اسلام ، بحوالہ ڈاکٹر محسن عثمانی ہندو مذہب۔ مجلس نشریات کراچی ۲۰۰۵ء ص ۲۹۔

(ج)...... الطاف جاوید، غیر سامی مذاہب کے بانی، اپنا ادارہ لاہور ۲۰۰۴ء ص ۳۱۔

۶)...... گستاولی جان ڈاکٹر، تمدن ہند اُردو ترجمہ سید امیر علی نقوش پریس لاہور، س ن ص ۲۰۳۔

۷)...... سوامی دیانند ، ستیارتھ پرکاش ، ص ۳۶۳۔

۸)...... گستاولی جان ڈاکٹر ، تمدن ہند ، ص ۲۴۱۔

۹)...... سوامی دیانند ، ستیارتھ پرکاش ، ص ۱۸۳۔

۱۰)...... (ا)...... منودھرم شاستر ، ۹:۱۳۔

(ب)...... سوامی دیانند ، ستیارتھ پرکاش ، ص ۱۸۷۔

۱۱)...... منودھرم شاستر ، ۸:۳۴۵،۳۴۶،۳۶۳،۳۶۴۔

۱۲)...... سوامی دیانند ، ستیارتھ پرکاش ، ص ۲۳۳۔

۱۳)...... منودھرم شاستر ، ۷:۴۸۔

۱۴)...... ایضاً ، ۹:۲،۳،۵۔

۱۵)...... ایضاً ، ۹:۱۲۔

۱۶)...... ایضاً ، ۹:۷۴،۷۵۔

۱۷)...... سوامی دیانند ، ستیارتھ پرکاش، ص ۷۷۔

۱۸)...... ایضاً ، ص۱۶۶۔

۱۹)...... منودھرم شاستر ، ۱۲:۷۔

۲۰)...... (ا)...... کوتلیہ چانکیہ ، ارتھ شاستر ، ص۲۰۲۔

(ب)...... محمد مجیب ، تاریخ تمدن ، ص۱۲۲۔

۲۱)...... منودھرم شاستر ، ۹:۲۶۔

۲۲)...... ایضاً ، ۵:۱۶۳۔

۲۳)...... ایضاً ، ۴:۱۳۰۔

۲۴)...... ایضاً ، ۶:۴۸۔

۲۵)...... ایضاً ، ۸:۶۔

۲۶)...... (ا)...... ایضاً ، ۸:۲۲۵،۲۶۱،۲۶۶۔

(ب)...... ایضاً ، ۶:۱۳۷۔

۲۷)...... امداد صابری ، تاریخ جرم وسزا ، چوڑی والان دھلی ، ۱۹۴۴ ، ج ۱ ص ۴۹۔

۲۸)...... والمیکی ، رامائن ترجمہ یاسر جواد ، فکشن ہاؤس لاہور ۲۰۰۵، ص ، ۳۵۸۔

۲۹)...... آر ۔ کے نارائن ، مہابھارت ، ترجمہ نعیم احسن ، نگارشات لاہور ، ۲۰۰۴،

ص ، ۷۹ ، ۸۰ ، ۸۳ ، ۸۴ ، ۹۷ ۔

۳۰)...... (ا)...... منودھرم شاستر ، ۷:۹۱،۲۰۴۔

(ب)...... سوامی دیانند، ستیارتھ پرکاش ، ص۲۴۰،۲۵۶۔

۳۱)...... سالک عبدالمجید ، مسلم ثقافت ہندوستان میں ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور طبع دوم، سطن، ص۴۱۔

۳۲)...... آر۔کے نائن ، مہابھارت ترجمہ نعیم احسن ، نگارشات لاہور ، ۲۰۰۴ء ص ، ۵۲تا۵۶۔

۳۳)...... کوتلیہ چانکیہ ، ارتھ شاشتر ، ص۲۰۶۔

۳۴)...... سالک عبدالمجید ، مسلم ثقافت ہندوستان میں ، ص ۲۸ ۔

۳۵)...... آر۔کے نائن ، مہابھارت ، ص ۱۵ تا ۲۲ ۔

......☆☆☆☆☆......